Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 7, 2025

The Family Role of Women in the West and Contemporary Criticism: An Analytical Study

مغرب میں عورت کا عائلی کردار اور معاصر تنقید: ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Aamir Shaheen
PHD Scholar, Riphah international university, Islamabad
E-mail: aamirshaheen634@gmail.com

Dr. Muhammad Ghayas
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad
E-mail: muhammad.ghayas@riphah.edu.pk

Abstract

The domestic role of women in Western society and the feminist critique of this role have been pivotal topics in historical, social, and intellectual discourse. Women's roles have evolved across different periods, with feminist movements challenging the traditional structures that define their rights, status, and place in society. The first wave of feminism, in the 19th and early 20th centuries, focused primarily on legal rights, such as suffrage and property ownership. The second wave, from the 1960s to the 1980s, addressed cultural and social issues, including gender roles, sexual independence, and domestic violence. The third wave, beginning in the 1990s, expanded feminist perspectives to encompass diverse women's experiences, factoring in race, class, and sexual orientation, while critiquing deeply ingrained gender biases in Western thought. Historically, women in ancient Greek and Roman civilizations were largely confined to domestic duties and child-rearing. During the middle Ages, religious institutions emphasized the sanctity of women's family roles, although their status remained subordinate to men. The Industrial Revolution opened new economic opportunities for women, leading to the emergence of a dual role as homemakers and workers, and prompting a shift in the balance between home and professional life. In the 20th century, women increasingly participated in both domestic and professional spheres, resulting in changing family structures, including the rise of single-parent and nuclear families. While family roles have become more flexible in modern times, traditional family structures appear to be weakening, contributing to challenges in child-rearing and family stability. Feminist critics such as Simone de Beauvoir, in *The Second Sex*, condemned Western depictions

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 7, 2025

of women as the "second sex," while Betty Friedan, in *The Feminine Mystique*, examined the identity crisis of American housewives. Judith Butler further expanded feminist discourse by challenging gender as a social construct and critiquing gender-based discrimination in Western society. This paper explores the historical evolution of women's family roles in the West, the influence of feminist movements on family life, and the significant feminist critiques of Western family structures.

Keywords: Western Civilization, Feminist Criticism, Western Family Life, Cultural Identity, Western Thoughts

تمہید

مغرب میں عورت کے عائلی کردار اور اس پر ہونے والی نسوانی تنقید ایک اہم موضوع ہے جس کا جائزہ تاریخی، سماجی اور فکری تناظر میں لیا جاتا ہے۔ مغربی معاشرت میں عورت کا کردار مختلف ادوار میں مختلف زاویوں سے دیکھا گیا ہے اور نسوانی تحریک نے ان تصورات اور ڈھانچوں کو چیلنج کیا ہے، جن میں عورتوں کے حقوق، حیثیت اور مقام پر سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ نسوانی تحریک کا پہلا دور 19ویں اور 20ویں صدیوں میں تھا، جس میں عورتوں نے اپنے قانونی حقوق کے لیے جدوجہد کی، خاص طور پر حقِ رائے دہی اور جائداد کے حقوق کے حصول کے لیے۔ دوسرا دور (1960 سے 1980 تک) ثقافتی اور سماجی مسائل پر مرکوز تھا، جن میں صنفی کردار، جنسیت کی آزادی اور گھریلو تشدد شامل تھے۔ 1990 کے بعد تیسری لہر نے مختلف نسوانی تجربات کو اجاگر کیا، جن میں نسل، طبقہ اور جنسی رجحان کی بنیاد پر تنقید شامل تھی، اور مغربی فکر میں موجود گہری صنفی تعصبات کو چیلنج کیا۔ قدیم یونان اور روم کی تہذیبوں میں عورتوں کو عام طور پر گھریلو کاموں اور بچوں کی پرورش تک محدود رکھا گیا تھا۔ وسطی دور میں مذہبی ادارے عورت کے عائلی کردار کو مقدس مانتے تھے، تاہم ان کا مقام ہمیشہ مردوں سے تابع رہا۔ صنعتی انقلاب کے بعد عورتوں کو معاشی میدان میں داخل ہونے کے مواقع ملے، جس سے ان کے عائلی کردار میں تبدیلی آئی۔ گھریلو کام اور پیشہ ورانہ زندگی کے درمیان توازن قائم کرنے کی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ 20ویں صدی میں عورتوں نے گھر کے کاموں کے ساتھ ساتھ پیشہ ورانہ زندگی میں بھی اہم کردار ادا کرنا شروع کیا، جس کے نتیجے میں روایتی خاندان کے تصور میں تبدیلی آئی اور "واحد والدین" اور "جوہری خاندان" جیسے رجحانات نے ابھار لیا۔ اگرچہ جدید دور میں عائلی کردار زیادہ لچکدار ہو چکے ہیں، روایتی عائلتی ڈھانچے کمزور ہوتے جا رہے ہیں، جس کے نتیجے میں بچوں کی تعلیم اور خاندان کی استحکام میں مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ مغربی ثقافت پر نسوانی

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

تنقید کے حوالے سے سیمون دی باؤوار نے اپنی کتاب "The Second Sex" میں عورت کو مغربی فکر میں "دوسرے جنس" کے طور پر پیش کرنے پر تنقید کی۔

تعارف

مغربی معاشرہ صدیوں سے تہذیبی، فکری، اور معاشی ارتقاء کے عمل سے گزرتا رہا ہے، جس میں عورت کا کردار نمایاں تبدیلیوں کا شکار ہوا ہے۔ روایتی یورپی معاشروں میں عورت کو کمتر، محکوم اور محض ایک خانگی مخلوق کے طور پر دیکھا جاتا تھا، جبکہ جدید مغرب میں نسوانی تحریکات اور صنعتی ترقی نے عورت کو سیاسی، معاشی اور سماجی میدانوں میں برابری کے حقوق دلوانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ تاہم اس آزادی کے اثرات صرف مثبت نہیں رہے، بلکہ اس نے خاندانی نظام، ازدواجی تعلقات، بچوں کی تربیت اور سماجی اقدار پر گہرے منفی اثرات بھی مرتب کیے۔ عورت کی معاشی خود مختاری، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، جوہری خاندان کی تشکیل اور روایتی اقدار کا زوال ایسے مسائل ہیں جنھوں نے مغربی معاشرتی ڈھانچے کو متزلزل کر دیا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد مغرب میں عورت کے بدلتے ہوئے عائلی کردار کا جائزہ لیتے ہوئے ان سماجی، نفسیاتی اور اخلاقی اثرات کو اجاگر کرنا ہے جو اس تبدیلی کے نتیجے میں خاندانی نظام پر مرتب ہوئے۔

مغرب کا خاندانی نظام

مغرب کے خاندانی نظام کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس معاشرہ میں تمدنی طور پر مرد و عورت کو برابر کے حقوق دینے کے لئے مساوات کے نظریہ کو پروان چڑھایا جاتا رہا ہے۔ اس دور میں یہ نعرہ عروج پر ہے کہ عورت کو کلی طور پر ہر حیثیت سے مرد کے برابر ہونا چاہئے۔ قانونی لحاظ سے بھی اسے ہر وہ کام کرنے کی مکمل آزادی ہونی چاہئے جو کام کرنے میں مرد خود مختار ہے۔ عورت کو بھی معاشرہ میں ان حقوق کی فراہمی ہونی چاہئے جو مرد کو حاصل ہیں۔ غرض کہ مرد و عورت دونوں معاشرہ میں مساوی حیثیت سے رہیں۔

عورت جسے ایک وقت میں جنس لطیف، وجہ سکون اور صنف نازک کے خوبصورت الفاظ سے موسوم کیا گیا تو دوسرے ہی لمحے اسے لونڈی، داشتہ اور وجہ شر و فساد بھی قرار دیا گیا۔ مغربی معاشرہ میں عورت کی حیثیت جاننے کے لئے تاریخی اعتبار سے ابتداء دیکھا جائے تو مغربی فلاسفرز کا تصور عورت اس

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

طور پر نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

"یونانی عورت کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے۔ "اسپارٹا" میں اس بد نصیب عورت کو مار ڈالتے تھے جس سے کسی قومی سپاہی کے پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی" نیز "یونانی اپنے تمدن کے کسی دور عروج میں بھی بطور طوائفہ کے کسی عورت کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔"[1]

ارسطو (Aristotle) کہتا ہے:

"Man is by nature superior to the female and so the man should rule and the woman should be ruled."[2]

ترجمہ: "مرد فطری طور پر عورت سے بہتر ہے اس لیے مرد کو حاکم اور عورت کو محکوم ہونا چاہیے۔"

کتاب یونانی قانون کے خطبات میں ڈیموستھین (Demosthene)[3] کا بیان درج ہے کہ

"We keep hetaerae for the sake of pleasure, female's slaves for our daily care and wives to give us legitimate children and to be the guardians of our households."[4]

ترجمہ: "ہم اپنے لطف کے لیے داشتہ، روزمرہ کاموں کے لیے لونڈی اور جائز بچوں اور گھر کی نگرانی کے لیے بیوی کو رکھتے ہیں۔"

جب کہ عورت کو تعلیم دینے کے بارے میں یہ نقطہ نظر تھا کہ:

"A man who teaches a woman to write should know that he is providing poison to an asp."[5]

ترجمہ: "ایک شخص اگر کسی عورت کو لکھنا سکھاتا ہے تو وہ جان لے وہ اسے زہر قاتل دے رہا ہے۔"

انگلستان کے مشہور شاعر شیکسپیئر[6] کی رائے بھی کچھ ایسی ہی ہے کہ "عورت ایک ناپاک شیطان ہے جسے آج تک نہ کوئی سمجھا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ بس لوگ اس سے دور ہیں۔"[7]

[1] تمدن عرب، **گستاؤلی بان**، 373.

[2] B Jowit. M.A. **The Politics of Aristotle**, Vol II Part 1 (Trans), (London: Oxford University Press, 1885),175.

[3] ڈیموستھن (Demosthene) چوتھی عیسوی صدی کا یونانی خطیب تھا۔

[4] Michael Gagarin, **Specches from Athenian Law**. (United Statesc LUniversity of Texas Press 2011), 122.

[5] C Willink, Phana and **'Chones In Euripides Hippolytus, Collectal Papers on Greek Tragedy**,(London: Hacket Publishing Company, One.,2004), 663.

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

ان تمام مفکرین کی آراء کو دیکھا جائے تو اس معاشرہ میں عورت کو حاصل شدہ مقام بالکل واضح ہے۔ قدیم دور کے اندر عورت کو مرد کے مقابلہ میں ادنی اور غلام کی حیثیت سے تصور کیا جاتا تھا۔ اور عورت کے لئے کسی قسم کے حقوق کی تعیین اور نفاذ نا تھا۔

جدید دور میں عورت نے اپنی شناخت کو بہتر بنانے اور اپنے حقوق کی ترجمانی کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں مختلف تحریکات کا وجود عمل میں آیا۔ مغرب میں تحریک آزادی نسواں کی تحریک کو "Feminist" کہا جاتا ہے اور فیمنزم کا مطلب عورت کی آزادی اور صنفی برابری کا غیر طبقاتی نظریہ۔ اس تحریک کے بنیادی مقاصد حقوقِ نسواں، صنفی مساوات، تعلیم نسواں یا خواتین سے جڑے دیگر مسائل کو حل کرنے کی کوشش ہے۔ اس تحریک کی ترقی و ترویج دیگر ممالک کے ادبی، سیاسی، سماجی، معاشی، معاشروں میں پنہاں ہے۔

نسوانی تحریکات کے ادوار:

نسوانی تحریکات (Feminist Movements) کے مختلف ادوار کو تاریخی تناظر میں سمجھنے کے لیے درج ذیل تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔ یہ ادوار مغربی ممالک میں نسوانی تحریکات کے ارتقاء کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان ادوار کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں عورت نے اپنے حقوق کے حصول کے لئے کس درجہ تک جدوجہد کی ہے۔

پہلی لہر نسوانیت (First Wave Feminism) (19ویں صدی سے بیسویں صدی کے اوائل تک)[8] **محرکات :** خواتین کے بنیادی حقوق، خاص طور پر ووٹ کا حق ، تعلیم کے حقوق، اور جائیداد کے حقوق۔

اہم شخصیات:

[6] ولیم شیکسپیئر (1564- 1661) انگلستان کا مشہور شاعر، ڈرامہ۔ نگار اور اداکار تھا۔

[7] Andrew Gur, **Shakespeare's Workplace Essays on Shakespeare Theatre** (England: Cambridge University Press 2007), 232.

[8] Margaret Walters**, Feminism: A Very Short Introduction**,(Oxford University Press, 2005),15-30.

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

- میری وولسٹون کرافٹ (Mary Wollstonecraft):ان کی کتاب "A Vindication of the Rights of Woman" (1792ء) پہلی لہر نسوانیت کی بنیادی تحریر سمجھی جاتی ہے۔[9]
- سوزان بی انتھونی (Susan B. Anthony) اور ایلیزابیتھ کیڈی سٹینٹن (Elizabeth Cady Stanton):امریکہ میں خواتین کے ووٹ کے حق کے لیے جدوجہد کرنے والی اہم شخصیات ہیں۔[10]

دوسری لہر نسوانیت (Second Wave Feminism) (1960ء کی دہائی سے 1980ء کی دہائی تک)[11]

محرکات: خواتین کے سماجی، سیاسی، اور معاشی حقوق، جنسی آزادی، اور صنفی مساوات۔

اہم شخصیات:

- سیمون دی بووار (Simone de Beauvoir): ان کی کتاب "The Second Sex" (1949ء) دوسری لہر نسوانیت کی بنیادی تحریر سمجھی جاتی ہے۔[12]
- بیٹی فریڈان (Betty Friedan): ان کی کتاب "The Feminine Mystique" (1963ء) نے امریکہ میں دوسری لہر نسوانیت کو جنم دیا۔[13]

تیسری لہر نسوانیت (Third Wave Feminism) (1990ء کی دہائی سے 2000ء کی دہائی تک)[14]

[9] Wollstonecraft, **Mary .A Vindication of the Rights of Woman**,(London: J. Johnson, 1792),45-50.
[10] Stanton, Elizabeth Cady .**The Woman's Bible**,(New York: European Publishing Company, 1895)12-15.
[11] Margaret Walters**, Feminism: A Very Short Introduction,** 31-50.
[12] De Beauvoir, Simone ***.The Second Sex***, (Paris: Éditions Gallimard, 1949),23-30.
[13] Friedan, Betty **.The Feminine Mystique**,(New York: W.W. Norton & Company, 1963),3-10.
[14] Margaret Walters**, Feminism: A Very Short Introduction**, 51-70

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

محرکات: صنفی شناخت، جنسیت، اور نسوانیت کی مختلف شکلوں کو تسلیم کرنا۔ اس لہر میں خواتین کی مختلف ثقافتی، نسلی، اور معاشی پس منظر کے حقوق پر توجہ دی گئی۔

اہم شخصیات:

- ربی واکس (Rebecca Walker): انہوں نے تیسری لہر نسوانیت کو متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔[15]
- جودتھ بٹلر (Judith Butler): ان کی کتاب "Gender Trouble" (1990ء) صنفی شناخت کے نظریات پر اہم کام سمجھی جاتی ہے۔[16]

چوتھی لہر نسوانیت (Fourth Wave Feminism) (2010ء کی دہائی سے اب تک)[17]

محرکات: سوشل میڈیا کے ذریعے خواتین کے حقوق کی تحریک، جنسی ہراسانی، اور صنفی تشدد کے خلاف آواز اٹھانا۔

اہم شخصیات:

- ٹارانا برک (Tarana Burke): #MeToo تحریک کی بانی۔[18]
- چیمامانڈا نگوزی ادیچی (Chimamanda Ngozi Adichie): ان کی کتاب "We Should All Be Feminists" (2014ء) چوتھی لہر نسوانیت کی اہم تحریر سمجھی جاتی ہے۔[19]

اسلامی نسوانیت (Islamic Feminism) (20ویں صدی کے آخر سے اب تک)

[15] Butler, Judith .**Gender Trouble: Feminism and the Subversion of Identity**,(New York: Routledge, 1990),33-40.
[16] Walker, Rebecca, **To Be Real: Telling the Truth and Changing the Face of Feminism**,(New York: Anchor Books, 1995)5-12.
[17] Margaret Walters, **Feminism: A Very Short Introduction**, 71-90.
[18] Adichie, Chimamanda Ngozi, **We Should All Be Feminists**,(New York: Anchor Books, 2014),1-8.
[19] Burke, Tarana# .MeToo: A Movement, A Hashtag, and the Power of Empathy,(New York: Simon & Schuster, 2020),20-25.

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 7, 2025

اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل قرآن وحدیث کے ذریعے حقوق کی مکمل تعیین کر دی تھی اور مرد و عورت کا دائرہ کار واضح کر دیا تھا۔ آج کے دور میں جب حقوق نسواں اور آزادی کی بات کی جانے لگی تو ضرورت کے مطابق ان حقوق کو پھر سے اجاگر کیا جانے لگا۔ اسلام کے اندر خواتین کے حقوق کی تشریح، قرآن اور حدیث کی روشنی میں صنفی مساوات کو فروغ دینا شامل ہے۔

اہم شخصیات:

- فاطمہ مرنیسی (Fatima Mernissi): ان کی کتاب "The Veil and the Male Elite" (1991ء) اسلامی نسوانیت کی اہم تحریر سمجھی جاتی ہے۔[20]
- لیلا احمد (Leila Ahmed): ان کی کتاب "Women and Gender in Islam" (1992ء) اسلامی دنیا میں خواتین کے حقوق پر اہم کام ہے۔[21]

مغربی ثقافت پر تنقید

مغربی ثقافت میں عورت کے کردار، شناخت اور حقوق پر کئی دہائیوں سے بحث جاری ہے۔ نسوانی مفکرین نے مغربی معاشرت میں خواتین کی حیثیت اور خاندانی نظام پر گہرے سوالات اٹھائے ہیں۔ ذیل میں سیمون دی بووا، بیٹی فریڈن، اور جوڈیتھ بٹلر کے نظریات کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے اور ان کے خیالات کے مغربی خاندانی نظام پر اثرات پر بحث کی گئی ہے۔

سیمون دی بووا(Simone de Beauvoir) :

سیمون دی بووا (Simone de Beauvoir) نے اپنی کتاب **"The Second Sex"** میں عورت کو "دوسری جنس" کے طور پر پیش کرنے کی مغربی روش پر تنقید کی۔ وہ لکھتی ہیں:

"One is not born, but rather becomes, a woman."[22]

[20] Mernissi, Fatima .**The Veil and the Male Elite: A Feminist Interpretation of Women's Rights in Islam**,(New York: Basic Books, 1991),60-65.
[21] Ahmed, Leila .**Women and Gender in Islam: Historical Roots of a Modern Debate**,(New Haven: Yale University Press, 1992).

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

سیمون کے مطابق، عورت کو حیاتیاتی بنیادوں پر کمتر نہیں سمجھا جاتا بلکہ سماجی، تاریخی، اور ثقافتی عوامل نے اسے "مرد کے مقابلے میں دوسرا" بنادیا ہے۔

خاندانی نظام پر اثرات

- مغربی خواتین نے شادی اور گھریلو زندگی کو "روایتی قید" سمجھنا شروع کیا۔
- طلاق کی شرح میں اضافہ ہوا کیونکہ عورتیں خود مختار بننا چاہتی تھیں۔
- خواتین کے لیے ملازمت کے مواقع میں اضافہ ہوا، لیکن اس کے ساتھ خاندانی ڈھانچہ کمزور پڑ گیا۔

بیٹی فریڈن (Betty Friedan)

بیٹی فریڈن (Betty Friedan) نے اپنی کتاب "**The Feminine Mystique**" میں امریکی گھریلو خواتین کے اندرونی خلفشار کو اجاگر کیا۔ وہ لکھتی ہیں:

> **"The problem that has no name was the dissatisfaction of housewives who felt unfulfilled despite material comfort."**[23]

خاندانی نظام پر اثرات

- امریکی خواتین نے گھریلو زندگی سے نکل کر ملازمتیں تلاش کرنا شروع کیں۔
- روایتی خاندانی نظام پر دباؤ بڑھا اور "جوہری خاندان (Nuclear Family)" کا تصور کمزور ہوا۔
- مرد و عورت کے درمیان روایتی ذمہ داریوں میں تبدیلی آئی۔

جوڈیتھ بٹلر (Judith Butler)

جوڈیتھ بٹلر (Judith Butler) نے اپنی کتاب "**Gender Trouble**" میں یہ نظریہ پیش کیا کہ:

[22] **Simone de Beauvoir, The Second Sex**,(Vintage Books,1949)267.
[23] Friedan, B. **The Feminine Mystique**.(W.W. Norton & Company, 1963)57.

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

"Gender is not something one is born with, but rather something one performs." [24]

بٹلر نے صنف (Gender) کو ایک سماجی تعمیر (Social Construct) قرار دیا اور روایتی مرد و عورت کے کرداروں کو چیلنج کیا۔

خاندانی نظام پر اثرات

- روایتی شادی اور خاندان کے تصور پر سوالات اٹھائے گئے۔
- ہم جنس پرست تعلقات اور "متبادل خاندانوں" کا نظریہ عام ہوا۔
- مرد اور عورت کے درمیان فرق کو "ثقافتی پیداوار" سمجھا جانے لگا، جس سے مغربی خاندانی نظام مزید پیچیدہ ہوا۔

سیمون دی بووا، بٹی فریڈن اور جوڈیتھ بٹلر کے نظریات نے مغربی خاندانی نظام میں گہرے اثرات مرتب کیے۔ روایتی ازدواجی تعلقات، صنفی شناخت، اور عورت کے کردار پر ہونے والی یہ بحثیں آج بھی جاری ہیں۔ ان نظریات نے مغربی معاشرت میں عورت کو ایک نئی شناخت دی، مگر اس کے نتیجے میں خاندانی نظام کے استحکام پر سوالیہ نشان بھی لگا دیا۔

صنعتی انقلاب کے اثرات

تاریخی خوشگوار اور ناخوشگوار واقعات اور حالات نے عورت کو مرد کے شانہ بشانہ نکلنے پر مجبور کیا۔ صنعتیں گھروں سے نکل کر کارخانوں تک پہنچ گئیں جس کی وجہ سے عورت کا روزگار ختم ہوا اور اس روزگار کی خاطر اُسے کارخانے اور دفاتر تک جدوجہد کرنا پڑی۔

"اٹھارویں صدی میں جب یورپ میں صنعتی دور شروع ہوا تو جدید یورپ کے معماروں نے پرانے نظام تہذیب و تمدن کے خلاف آواز بلند کی۔ جس کی بنیاد جاگیر دار نظام اور پاپائیت تھی اور جس کے نتیجے میں انقلاب فرانس رُونما ہوا۔ حریت فکر و عمل کا دور شروع ہوا اور صنعتیں قائم ہوئیں۔ خوشحالی

[24] Butler, J. **Gender Trouble: Feminism and the Subversion of Identity**,25.

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

بڑھی تو معیار زندگی بلند ہوا اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوا جس کی وجہ سے کم آمدنی والوں کا گزارہ مشکل ہوا۔ اس صورتحال میں عورت آگے بڑھی اور کسب معاش میں مرد کا ہاتھ بٹانے لگی۔"[25]

"ماضی میں مرد اور عورت کے کام کا دائرہ کار جداگانہ تھا اور معاشرے میں کاموں کی تقسیم کے لیے صنفی اعتبار مقدم تھا۔ صنعتی ترقی کی بدولت صنفی اعتبار کا لحاظ وقت کا تقاضا نہ رہا، لہذا معدوم ہو گیا۔ اب عورتیں کمپنی میں ڈائریکٹر، پائلٹ اور انجینئر کی ذمہ داریوں سے بھی آسانی سے سبکدوش ہونے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ اب یہ صرف مردانہ نوعیت کے کام نہیں رہے۔ اس معاشرتی تبدیلی نے عورت کی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا۔"[26]

انسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق عورت اور مرد کو حقوق میں برابری حاصل ہے۔ اور انسانی حقوق کو ہی عورت کے حقوق تصور کیا جاتا ہے۔

"Woman rights are human rights[27]"

مغربی معاشرے میں عورت کو سیاسی اور معاشی آزادیاں حاصل ہیں جن کے پیچھے عورت کو طویل اور صبر آزما جدوجہد کا سامنا کرنا پڑا ہے جس کی بدولت آج مغربی معاشرے میں عورت کے حقوق مردوں کے حقوق کے مساوی تسلیم کیے گئے ہیں۔

عورت نے اپنی اس جدوجہد کی بدولت بالآخر اپنے حقوق تسلیم کروائے جس کا اعتراف اقوام متحدہ نے کیا:

> "In the past, human rights had been conceptualized in a way that did not take account of women's lives and the fact that women routinely faced violence, discrimination and oppression. Consequently, women's experiences were until relatively recently not adequately addressed by the human rights framework……."[28]

ترجمہ: " ماضی میں انسانی حقوق کے تصور میں خواتین کی زندگیاں شامل نہیں تھیں، خواتین کو باقاعدگی سے تشدد، ظلم اور عدم مساوات کا سامنا تھا۔ نتیجتاً ماضی قریب تک خواتین کے مسائل انسانی حقوق کے ڈھانچے میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ رضاکاروں، انسانی حقوق میکانزم اور ریاست نے انسانی

[25]Nancy Woloch, **Women and the American Experience**, 2nd ed. (New York: McGraw Hill, Inc., 1994), 326.
[26] John Nicholson, **Man and Woman How are they** (New York: Oxford University Press, 1984), 179.
[27] United Nations Publication, "**Woman Rights are human Rights**". United Nations Office of the High Commissioner, (New York and Cienega, 2014), 4.
[28]United Nations Publications "**Woman Rights are Human Rights**", P 25.

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

حقوق کے طریقہ کار کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔اور خواتین کے بہتر تحفظ کے لیے انسانی حقوق کے ڈھانچے میں صنفی پہلوؤں کے طول و عرض کو سمیٹ کر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے تحفظ فراہم کیا۔"1

اقوام متحدہ نے عورت کو انسان تسلیم کرتے ہوئے اسے وہ تمام حقوق مہیا کرنے کی یقین دہانی کروائی جو معاشرے میں ایک مرد کو حاصل ہیں۔بلا تفریق جنس، رنگ، نسل، مذہب تمام انسانوں کے حقوق تسلیم کر کے عورت کو معاشرے میں برابری دی گئی اور انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کروا کر عورت کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے رہنما اصول متعین کیے۔

صنعتی انقلاب نے نہ صرف سیاسی اور معاشی منظر نامے کو بدلا بلکہ مغربی خاندانی ڈھانچے میں بھی انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ مغربی عورت، جو پہلے زیادہ تر گھریلو ذمہ داریوں میں محدود تھی، اب معاشی میدان میں قدم رکھ چکی تھی، جس کے نتیجے میں خاندانی اقدار، ازدواجی تعلقات، بچوں کی پرورش اور سماجی روایات پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ جو کے ذیل میں تفصیلاً ذکر کئے جارہے ہیں۔ جن میں صنعتی انقلاب سے قبل اور بعد کے صنفی کردار کو بیان کیا جائے گا۔

عورت کے روایتی کردار میں تبدیلی

صنعتی انقلاب سے پہلے عورت کا کردار زیادہ تر گھریلو تھا، لیکن صنعتی ترقی کے بعد وہ فیکٹریوں، دفاتر اور تجارتی مراکز میں کام کرنے لگی۔

صنعتی انقلاب سے قبل:

- مغربی معاشرے میں عورت کا بنیادی کردار گھریلو امور، بچوں کی تربیت اور شوہر کی خدمت تک محدود تھا۔
- زیادہ تر خاندان زرعی معیشت پر انحصار کرتے تھے، اور عورتیں گھر پر رہ کر روایتی گھریلو صنعتوں (جیسے کپڑا بننا، مکھن بنانا، اور دستکاری) میں کام کرتی تھیں۔
- چرچ اور روایتی معاشرتی اصولوں کے مطابق، عورت کو خاندان کا محور مانا جاتا تھا، اور اس کی ذمہ داری بچوں اور شوہر کی دیکھ بھال تھی۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

"Industrialization changed the economic role of women, leading to the decline of the traditional household economy and altering the structure of family life."[29]

ترجمہ: صنعت کاری نے خواتین کے معاشی کردار کو تبدیل کر دیا، جس سے روایتی گھریلو معیشت زوال پذیر ہوئی اور خاندانی زندگی کے ڈھانچے کو تبدیل کر دیا۔

صنعتی انقلاب کے بعد:

- خواتین نے **سیاسی اور سماجی آزادیوں** کا مطالبہ کیا، اور ان کا مقام صرف گھر تک محدود نہیں رہا۔
- صنعتی انقلاب کے ساتھ عورت **معاشی سرگرمیوں** میں شامل ہو گئی اور کارخانوں، دفاتر اور تعلیمی اداروں میں کام کرنے لگی۔
- اس تبدیلی کے نتیجے میں، گھریلو زندگی پر اثر پڑا اور گھریلو ذمہ داریوں میں کمی آگئی، جس کی وجہ سے بچوں کی تربیت متاثر ہوئی۔
- جب فیکٹریاں، ملیں اور تجارتی ادارے وجود میں آئے، تو مردوں کے ساتھ عورتیں بھی **مزدوری کرنے لگیں۔**
- **زیادہ تر عورتیں کم اجرت پر سخت محنت کرتی تھیں**، اور طویل **اوقات** تک کام کرنے پر مجبور تھیں۔
- **عورت مالی طور پر خود مختار ہونے لگی**، جس کی وجہ سے **گھریلو زندگی میں اس کا روایتی کردار متاثر ہوا۔**

"The Industrial Revolution marked a turning point in history where women, for the first time, entered the workforce on a large scale, fundamentally altering traditional family roles."[30]

ترجمہ: صنعتی انقلاب نے تاریخ کے ایک اہم موڑ کی نشاندہی کی جہاں خواتین، پہلی بار، بڑے پیمانے پر افرادی قوت میں داخل ہوئیں، بنیادی طور پر روایتی خاندانی کردار کو تبدیل کر دیا۔"

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ:

- خاندانی نظام میں عورت کی حیثیت صرف "گھریلو خاتون" تک محدود نہ رہی۔

[29] Sokoloff, K.L. & Tchakerian, D. **"Women and Industrialization"**,(**The Journal of Economic History**, 1997).
[30] Humphries, J. **Women in the Industrial Revolution,** 1990.

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

- عورت معاشی طور پر خود مختار ہونے لگی، جس سے خاندان میں اس کی حیثیت میں تبدیلی آئی۔
- شوہر اور بیوی کے درمیان روایتی تقسیمِ کار متاثر ہوئی، کیونکہ اب عورت بھی خاندان کی کفالت میں حصہ لینے لگی۔

مشترکہ خاندان سے جوہری (Nuclear) خاندان کی طرف منتقلی:

- صنعتی انقلاب سے پہلے، خاندان زیادہ تر **مشترکہ** (Extended) ہوتا تھا، جہاں تین یا اس سے زیادہ نسلیں ایک ہی جگہ رہتی تھیں۔

"The shift from extended to nuclear families was largely a result of industrialization, as economic opportunities in urban centers led young couples to migrate away from their extended kin."[31]

ترجمہ: جوہری خاندانوں میں منتقلی بڑی حد تک صنعت کاری کا نتیجہ تھی، کیونکہ شہری مراکز میں معاشی مواقع نوجوان جوڑوں کو اپنے قریبی رشتہ داروں سے دور ہجرت کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

- صنعتی ترقی کے بعد، زیادہ تر جوڑے نوکریوں کی تلاش میں شہروں میں منتقل ہونے لگے، جس کی وجہ سے **جوہری خاندان** (Nuclear Family) کا رواج بڑھ گیا۔
- بچوں کی پرورش اور خاندانی تعلقات پر اس کا گہرا اثر پڑا، کیونکہ **بزرگ رشتہ داروں (دادا، دادی، چچا، پھوپھی) سے تعلق کمزور** ہو گیا، جو پہلے بچوں کی پرورش میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔
- پہلے **مشترکہ خاندان** کا نظام تھا، لیکن صنعتی انقلاب کے بعد، زیادہ تر جوڑے **شہروں کی طرف ہجرت کرنے لگے** تاکہ فیکٹریوں میں کام کر سکیں۔
- اس سے جوہری خاندان کا رجحان بڑھا، جہاں صرف شوہر، بیوی اور بچے ایک ساتھ رہنے لگے۔

طلاق کی شرح میں اضافہ:

چونکہ عورت کا دائرہ کار اب گھر سے نکل کر معاشی میدان میں بھی پھیلنے لگا اور عورت اب معاشی طور پر آزاد ہونے کی بنا پر شوہر کے ماتحت رہنے کو زیادہ پسند نا کرتی تھی۔ جس کے نتیجے میں طلاق کی شرح میں اضافہ دیکھا گیا۔

[31] Parsons, T. **The Social Structure of the Family**, **American Sociological Review**, 1955.

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

"As women gained economic independence, marriage increasingly became an institution based on emotional fulfillment rather than economic necessity, leading to higher divorce rates."[32]

ترجمہ: جیسے جیسے خواتین نے معاشی آزادی حاصل کی، شادی تیزی سے معاشی ضرورت کی بجائے جذباتی تکمیل پر مبنی ایک ادارہ بن گئی، جس سے طلاق کی شرح میں اضافہ ہوا۔

- عورت کی مالی خود مختاری کی وجہ سے، وہ روایتی طور پر شوہر پر انحصار کرنے کے بجائے اپنے فیصلے خود لینے لگی۔
- اس خود مختاری نے خواتین کو ناپسندیدہ شادیوں سے نکلنے کا موقع دیا، جس کے نتیجے میں **طلاق کی شرح** میں اضافہ ہوا۔
- مغربی معاشروں میں شادی کے بارے میں رویے تبدیل ہو گئے اور شادی کو ایک لازمی ادارہ کے بجائے ایک اختیاری معاہدہ سمجھا جانے لگا۔
- اگر شادی میں مسائل آتے تو پہلے عورتیں **معاشی بے بسی** کی وجہ سے طلاق کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں، مگر اب وہ خود کفیل ہو گئی تھیں۔
- **1857ء میں برطانیہ میں طلاق کا قانون (Matrimonial Causes Act, 1857) نافذ ہوا،**[33] جس نے عورت کو شوہر سے علیحدگی کا حق دیا۔
- **20ویں صدی تک، مغربی معاشروں میں طلاق کی شرح میں نمایاں اضافہ** ہو چکا تھا۔
- **اکیلی ماؤں (Single Mothers) کی تعداد بڑھنے لگی**، جس سے خاندانی نظام مزید کمزور ہو گیا۔

"Divorce rates skyrocketed as legal and social barriers were removed, contributing to the rise of single-parent households and altering traditional family structures."[34]

ترجمہ: قانونی اور سماجی رکاوٹوں کو ہٹانے کے بعد طلاق کی شرح آسمان کو چھونے لگی، جس سے سنگل پیرنٹ کے گھرانوں میں اضافہ ہوا اور روایتی خاندانی ڈھانچے میں تبدیلی آئی۔

[32] Goode, W.J. **World Revolution and Family Patterns**,(**The Free Press** 1963).
.[33] https://womenslegallandmarks.com/2017/08/08/matrimonial-causes-act-1857/ Exceed on 06-03-2025.
[34] Goode, W.J. **World Revolution and Family Patterns**, 1963.

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

بچوں کی تربیت پر اثرات

عورت نے جب گھر سے باہر معیشت کو بہتر بنانے اور خود کو معاشی طور پر مضبوط کرنے کی جانب قدم بڑھایا تو اس کو گھریلو فطری ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مشکل کا سامنا کرنا پڑا اور بچوں کی تربیت ایک معمہ بن گئی۔

- چونکہ عورت صنعتی میدان میں مصروف ہو گئی، اس لیے **بچوں کی تربیت پر اثر پڑا۔**
- زیادہ تر خواتین ملازمت کے ساتھ گھر کی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکتی تھیں، جس کے نتیجے میں بچوں کی دیکھ بھال کے لیے نرسری اسکول، ڈے کیئر سنٹرز اور گورنس (Governess) رکھنے کا رجحان بڑھا۔

"With the increasing employment of women, childcare services became a necessity, leading to changes in the traditional mother-child relationship and parenting styles."[35]

ترجمہ: خواتین کی بڑھتی ہوئی ملازمت کے ساتھ، بچوں کی دیکھ بھال کی خدمات ایک ضرورت بن گئی، جس کے نتیجے میں ماں اور بچے کے روایتی تعلقات اور والدین کے انداز میں تبدیلیاں آئیں۔

- بچوں پر والدین کی نگرانی کم ہونے سے ان کی تربیت پر منفی اثرات مرتب ہوئے، اور بعد میں یہ معاملہ مغربی معاشروں میں اخلاقی انحطاط کا سبب بنا۔
- **ماں اور بچوں کے درمیان جذباتی تعلق کمزور** ہونے لگا، اور بچے زیادہ تر تنہا وقت گزارنے لگے۔
- بچوں میں **جذباتی خلا، نافرمانی، اور والدین سے دوری** کے رجحانات بڑھے۔
- **نوعمری میں بغاوت، منشیات کا استعمال، اور جرائم کی شرح میں اضافہ** دیکھنے میں آیا۔

"With the rise of working mothers, child-rearing practices shifted significantly, leading to emotional detachment and behavioral issues among children."[36]

[35] Bianchi, S.M. **"Maternal Employment and Parental Time with Children: Dramatic Change or Surprising Continuity?"**, ***Demography***, 2000.
[36] Bianchi, S.M. **Maternal Employment and Parental Time with Children**, 2000.

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

ترجمہ: کام کرنے والی ماؤں کے عروج کے ساتھ، بچوں کی پرورش کے طریقوں میں نمایاں تبدیلی آئی، جس سے بچوں میں جذباتی لاتعلقی اور رویے کے مسائل پیدا ہوئے۔

خاندانی اقدار میں تبدیلی

"The decline of religious influence and the rise of individualism have transformed marriage from a sacred bond into a contractual agreement."[37]

ترجمہ: مذہبی اثر و رسوخ کے زوال اور انفرادیت کے عروج نے شادی کو ایک مقدس بندھن سے ایک معاہدہ میں بدل دیا ہے۔

- مغربی خاندانی اقدار میں **مذہب کی گرفت کمزور پڑی** کیونکہ خاندان پر چرچ (Church) کا روایتی اثر ختم ہونے لگا۔
- نکاح کے بغیر ساتھ رہنے (Cohabitation) کا رجحان بڑھا، اور شادی کے بغیر بچوں کی پیدائش زیادہ عام ہو گئی۔
- خاندانی ادارہ ایک مستقل اور مقدس تعلق کے بجائے ایک "معاہدہ" بن گیا، جسے لوگ جب چاہیں ختم کر سکتے تھے۔
- روایتی طور پر، شادی کو ایک مقدس مذہبی رشتہ سمجھا جاتا تھا، لیکن صنعتی ترقی کے بعد اسے ایک "معاشرتی معاہدہ (Social Contract)" کے طور پر دیکھا جانے لگا۔
- **معاشی آزادی** نے عورت کو شوہر پر انحصار کرنے سے آزاد کر دیا، جس کے باعث شادی کی ضرورت کم محسوس ہونے لگی۔
- **"شادی کے بغیر ساتھ رہنے** (Cohabitation) **"** کا رجحان تیزی سے بڑھا۔
- چونکہ شوہر اور بیوی دونوں ملازمت پیشہ ہو گئے، اس لیے ازدواجی زندگی میں **احساسِ قربت اور وقت کی کمی** پیدا ہو گئی۔
- جدید مغربی معاشروں میں **خاندانی بندھن کمزور ہونے لگے** اور **انفرادی آزادی** (Individualism) کو زیادہ اہمیت دی جانے لگی۔

"The increasing participation of women in the workforce contributed to the weakening of traditional family bonds,

[37]Shorter, E. **"The Making of the Modern Family"**, **Basic Books**, 1975.

OPEN ACCESS
CC BY

as personal fulfillment took precedence over familial obligations."[38]

ترجمہ: افرادی قوت میں خواتین کی بڑھتی ہوئی شرکت نے روایتی خاندانی بندھن کو کمزور کرنے میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ ذاتی تکمیل کو خاندانی ذمہ داریوں پر فوقیت حاصل ہے۔

- صنعتی انقلاب سے پہلے، مغربی معاشرے میں **مذہبی اور خاندانی اقدار مضبوط** تھیں۔ لیکن عورت کی **معاشی خود مختاری، آزادی اور انفرادی طرزِ زندگی** نے روایتی خاندانی اقدار کو کمزور کر دیا۔

بحث و تجزیہ

صنعتی انقلاب اور معاشی ترقی کے بعد عورت کے کردار میں نمایاں تبدیلی آئی، جس کے خاندانی نظام پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ عورت کی معاشی خود مختاری، مشترکہ خاندان کے زوال، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، بچوں کی تربیت کے مسائل، اور روایتی اقدار کے خاتمے نے مغربی معاشرے کے خاندانی ڈھانچے کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا۔ یہ سب تبدیلیاں آج بھی مغربی خاندانی نظام کو متاثر کر رہی ہیں، جہاں جوہری خاندان کا غلبہ، شادی کے بغیر تعلقات اور طلاق کی بلند شرح عام نظر آتی ہیں۔ صنعتی انقلاب اور معاشی ترقی کے بعد مغربی خاندانی نظام میں جوہری تبدیلیاں آئیں، جن کا خلاصہ کچھ یوں کیا جا سکتا ہے:

صنعتی انقلاب سے قبل	صنعتی انقلاب کے بعد
خاندان ایک مضبوط اکائی تھا۔	جوہری خاندان (Nuclear Family) عام ہو گیا۔
عورت گھریلو زندگی گزارتی تھی۔	عورت معاشی طور پر خود مختار ہو گئی۔
شادی ایک مقدس ادارہ تھا۔	شادی ایک اختیاری سماجی معاہدہ بن گئی۔
بچوں کی تربیت والدین کی ذمہ داری تھی۔	بچوں کی تربیت نرسری اسکولز اور ڈے کیئرز میں ہونے لگی۔
طلاق ایک غیر معمولی بات تھی۔	طلاق عام ہو گئی اور اکیلی ماؤں کی تعداد بڑھ گئی۔
مذہب کا خاندان پر گہرا اثر تھا۔	مذہب کی گرفت کمزور پڑ گئی۔

[38] Parsons, T. **The Family: Socialization and Interaction Process**, 1955.

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

یہ تمام عوامل مغربی خاندانی نظام کے بگاڑ کا سبب بنے، اور آج بھی مغربی معاشروں میں **"خاندانی زوال (Family Decline)** "ایک اہم موضوع ہے۔ عورت پر دوہری ذمہ داری عائد ہوئی۔ جس کی وجہ سے عورت معاشی طور پر خود کو مستحکم کرنے میں کچھ حد تک تو کامیاب ہوئی لیکن خاندان جو ایک مکمل ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے اس میں ناکام ہونے کے ساتھ ساتھ فطری ذمہ داریوں کو بھی پورا نا کر سکی، جو ذمہ داریاں فقط عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

خلاصہ

خاندان کی تخلیق فطری اور سماجی ضرورت کے تحت وجود میں آئی، جس کی بنیاد مرد اور عورت کے باہم تعلق پر رکھی گئی۔ اسلام کے مطابق، سب سے پہلا خاندان حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے ذریعے قائم ہوا، اور قرآن بھی اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ مرد و عورت مل کر خاندان کی اکائی بناتے ہیں۔ سماجی ماہرین جیسے ارسطو اور ٹالکوٹ پارسنز کے مطابق، خاندان نہ صرف انسانی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ ثقافتی اور سماجی تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ مغربی خاندانی نظام میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں آئیں، جن میں عورت کے کردار کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔

مغربی نسوانی تحریکات کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: پہلی لہر (19ویں – 20ویں صدی) میں خواتین کے ووٹ، تعلیم، اور جائیداد کے حقوق پر توجہ دی گئی؛ دوسری لہر (1960ء – 1980ء) میں صنفی مساوات، معاشی خود مختاری، اور سماجی آزادی کا مطالبہ کیا گیا؛ تیسری لہر (1990ء–2000ء) میں صنفی شناخت اور خواتین کے متنوع تجربات کو تسلیم کیا گیا؛ جبکہ چوتھی لہر (2010ء تا حال) میں سوشل میڈیا کے ذریعے خواتین کے حقوق، جنسی ہراسانی، اور صنفی تشدد کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اسلامی نسوانیت نے قرآن و حدیث کی روشنی میں خواتین کے حقوق پر زور دیا، جس میں فاطمہ مرنیسی اور لیلا احمد کی تحریریں نمایاں ہیں۔

مغرب میں مرد و عورت کی مساوات کے نظریے نے عورت کو قانونی اور معاشی آزادی دی، مگر اس کے نتیجے میں خاندانی نظام میں انتشار پیدا ہوا۔ صنعتی انقلاب کے بعد عورت کی ملازمت نے جوہری خاندان کو فروغ دیا، مگر اس سے بچوں کی تربیت اور ازدواجی تعلقات متاثر ہوئے۔ طلاق کی شرح میں اضافہ، شادی کے بغیر ساتھ رہنے کا رجحان، اور انفرادیت پسندی نے خاندانی اقدار کو کمزور کر دیا، جس سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہوا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 7, 2025

سفارشات

1. مغربی معاشرے میں روایتی خاندانی ڈھانچے کی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے، خاندانی استحکام کو فروغ دینے کے لیے پالیسی سازی ضروری ہے۔ خاندانی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لیے والدین اور بچوں کے درمیان متوازن تعلقات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
2. خواتین کے لیے ایسے مواقع فراہم کیے جائیں جو انہیں پیشہ ورانہ اور عائلی زندگی میں توازن قائم رکھنے میں مدد دیں۔ فلیکسیبل ورکنگ آورز اور پیرنٹل لیو جیسی سہولیات اس حوالے سے مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔
3. نسوانی تحریکات کے مقاصد اور خاندانی استحکام کے درمیان ہم آہنگی پیدا کی جائے، تاکہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ خاندان کی بنیادی اکائی کو بھی مضبوط رکھا جا سکے۔
4. مغربی معاشرت میں عائلی کردار پر ہونے والی تنقید کے تناظر میں، ثقافتی اور دینی اقدار کی روشنی میں خاندان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے علمی اور تحقیقی مکالمے کو فروغ دیا جائے۔
5. تعلیمی اداروں میں خاندان، نسوانیت اور سماجی تعلقات پر مبنی متوازن نصاب متعارف کرایا جائے، تاکہ نئی نسل کو مغربی اور اسلامی فکریات کا تقابلی جائزہ لینے کا موقع مل سکے۔
6. والدین کے لیے خصوصی تربیتی پروگرام ترتیب دیے جائیں تاکہ وہ جدید چیلنجز کے باوجود بچوں کی بہتر تربیت کر سکیں اور خاندانی رشتوں کو مضبوط رکھ سکیں۔
7. ایسی پالیسیاں اپنائی جائیں جو خواتین کو گھریلو اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے درمیان توازن قائم کرنے میں مدد دیں، جیسے ہائبرڈ ورک ماڈل اور چائلڈ کیئر سپورٹ سسٹم۔
8. مغربی نسوانی تحریکات اور خاندانی اقدار کے درمیان ایک تعمیری مکالمہ شروع کیا جائے تاکہ عورت کے حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے خاندانی استحکام بھی برقرار رکھا جا سکے۔
9. مغربی میڈیا میں اکثر خاندانی نظام کو غیر ضروری پابندیوں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس تاثر کو زائل کرنے کے لیے میڈیا میں متوازن بیانیہ پیش کیا جائے تاکہ خاندانی زندگی کی اہمیت اجاگر ہو سکے۔
10. تعلیمی اداروں اور تحقیقی مراکز میں مغربی اور اسلامی خاندانی نظریات پر مباحثے اور سیمینارز منعقد کیے جائیں تاکہ علمی سطح پر فکری مباحثہ آگے بڑھ سکے اور بہتر حل پیش کیے جا سکیں۔

cc BY